OPEN ACCESS
Journal of Semitic Religions
ISSN (Print): 2958-7514
ISSN (Online): 2958-7522
https://jsrpk.com/index.php/Journal

برصغیر پاک وہند میں منتخب نعتیہ سیرت نگاری کا تحقیقی جائزہ

A Research Review of Selected Natia Biography in Subcontinent

Hafiz Rashid Mahmood
Ph.D. Scholar, Mohi- Ud- Din Islamic University Nerian Sharif AJK
(hafizrashidmehmood46@gmail.com)
Prof. Dr. Muhammad Abdullah Abid
Mohi-Ud- Din Islamic University Nerian Sharif AJK
(Dr_abdullah2002@hotmail.com)

Abstract

Every piece of literature that mentions, praises, and describes the Messenger of Allah (PBUH) is a depiction of him, a literal representation of equality and morality addressing the Holy Prophet (PBUH). It is a supplication and a request to him, expressing feelings of devotion and love, creating a sense of closeness. Whether in prose or poetry, it is undoubtedly Naat.

In Naatiya biographical writing, it is necessary to moderate thoughts and considerations about the lineage of the Prophet (PBUH) with perfect skill. Merely possessing language and expression skills or arranging verses for Naat writing is not enough. It requires scholarly insight into the historical status of the Prophet (PBUH) and authenticated traditions, connecting one's understanding and thinking with them. The limit is sharply necessary.

From the beginning of Urdu Sirat Tayyeba, including Miraj and Molodnama, morals, manners, his blessed appearance, and narratives of his Holy wars, a complete biography of the poet before independence has only recently been discovered. However, after independence, attempts have been made to cover the entire biography along with partial topics. From a proprietary standpoint, poetry has been written in almost all genres, including Masnavi, Rubai, Mukhmas, Masads, Ghazal, and Azad poems. From the perspective of artistic essentials, where beautiful similes and metaphors, smoothness, and fluidity have been used, there is also difficulty and artifice in unauthentic and unstructured words.

Keywords: Ghazal, Masads, Poem, Miraj, Sirat, Masnvi

نعت کے معانی ومفاہیم

نعت عربی زبان کا لفظ ہے لیکن اردو اور فارسی میں بھی مروج ہے جس کے معانی وصف وخوبی، مبالغہ آمیز تعریف، صفت وجوہر اور مطلق وصف ہیں۔ لیکن عرفِ عام میں نعت سے مراد نبی کریم ﷺ کی صفت بیان کرنے والی منظومات کو ہی کہا جاتا ہے۔۔ علامہ ابن منظور افریقی رقم طراز ہیں:

النَّعْتُ: وَصْفُ الشيءَ، وتُبالِغُ فِي وَصْفه [1]

نعت کسی شے کے وصف کو کہتے ہیں کہ جس کی خوبی میں مبالغہ سے کام لیا جائے.

حدیث شریف میں سب سے پہلے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نعت کا لفظ استعمال فرمایا ہے،

عَن ابْن عَبَّاس أَنه سَأَلَ كَعْب الاحبار كَيفَ تَجِد نعت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي التَّوْرَاة[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار سے پوچھا آپ نے تورات میں حضور ﷺ صفت کیسے پائی ہے۔

اور ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی نے یوں تحریر کیا ہے:

"نعت ایک موضوع کا نام ہے اس کے لیے کوئی خاص صنف، فارم یا ٹیکنیک نہیں ہے اسے غزل، مثنوی، مسدس، مخمس، رباعی، قطعہ وغیرہ کسی بھی صنف میں لکھا جاسکتا ہے۔ نعت کا موضوع مخصوص نہیں بہت ہی وسیع ہے۔"[3]

سیرت کے معانی ومفاہیم

اردو زبان میں لفظ "سیرت" کا استعمال عام طور پر انسان کے چال چلن اور عادات واطوار کے معنٰی میں ہوتا ہے۔۔ صاحب معجم الوسیط سیرت کا معنٰی "سیر" قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

سيره: أساره وَفُلَانًا من بلد[1]

اس نے فلاں شخص کو ایک شہر سے سیر کروائی۔

جب کہ قرآن کریم میں سیرت کے اشتقاقی معنیٰ درج ذیل ہیں،

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ [4] اور جب پہاڑ (غبار بنا کر فضا میں) چلا دیئے جائیں گے۔

سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْأُوْلٰى [5] ہم اسے ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیں ۔

فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ[6] سو تم لوگ زمین میں سیر و سیاحت کرو ۔

---

[1] الزيات ، إبراهيم مصطفى أحمد حامد عبد القادرمحمد النجار مجمع اللغة العربية بالقاهرةالمعجم الوسيط،دار الدعوةج1 ص 467

حضرت شاہ عبد العزیزؒ اس میں مزید وسعت کرتے ہوئے حضورؐ کے حالاتِ زندگی کے علاوہ حضرات صحابہ کرامؓ کی عظمت کے بیان کو بھی سیرت میں شامل کرتے ہیں:

> جو کچھ ہمارے پیغمبر اور حضرات صحابہؓ کی عظمت اور ان کے وجود سے متعلق ہو، جس میں آنحضرتؐ کی پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کیے گئے ہوں وہ سیرت ہے۔[2]

اس تعریف میں سیرت کے لفظ کو نبیؐ کی حیات سے بڑھا کر صحابہ تک وسیع گیا ہے۔

ڈاکٹر سید عبد اللہ تمام اشخاص کی بائیو گرافی کو سیرت قرار دینے کو زیادتی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> تمام اشخاص کی بائیو گرافی کو سیرت کہنا زیادتی ہے، کیوں کہ سیرت کے لفظ کو اصولی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سے ہی مخصوص سمجھنا چاہیے[3]

مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ اور لغوی و اصطلاحی مباحث سے یہ بات متحقق ہوتی ہے کہ لفظِ سیرت کا اطلاق معروف معنٰی میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر ہی ہوتا ہے، البتہ استثنائی صورت میں غیر نبیؐ کے حالات زندگی کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں نعتیہ سیرت نگاری:

برصغیر پاک و ہند میں مختلف علماء و صوفیاء اور شعرائے کرام نے نبی کریم ﷺ سے محبت کا اظہار نثری اور نظمی پیرایہ میں کیا ہے نثری سرمایہ نظمی سرمائے کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے لیکن اردو ادب میں اولیت کا شرف نظمی کلام کو ہی حاصل ہے کیونکہ تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو اولین صوفیاء و علماء نے دینی تبلیغی کاوشوں کے لیے زیادہ تر نظمی کلام کا سہارا لیا ہے جس میں دینی احکام اور سیرت النبی ﷺ کو بیان کیا گیا ہے۔ بعد میں اسی روایت کے تتبع میں مختلف شعرائے کرام نے سیرت النبی ﷺ کے بعض جزوی موضوعات کو نظمایا ہے اور کچھ نے سیرت النبی ﷺ کے مکمل موضوعات کو منظوم کرنے کی اپنے تئیں سعی فرمائی ہے۔ ذیل میں نعتیہ سیرت پر مبنی کتب کا ادبی محاسن و معائب کے خصوصی حوالے سے جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

ادبی جائزہ

نعتیہ سیرت نگاری ایک خالص دینی جذبے کے ساتھ ہی کی جاتی رہی ہے۔ جس کا اعتراف خود سیرت نگاروں نے کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے نظم و نثر کی مہارتوں کی ان کے پیشِ نظر کوئی اہمیت نہیں تھی۔ بلکہ خالص دینی جذبہ ہی موجود تھا۔ پورے منظوم سیرت نگاری کے سرمایہ ادب میں خالص ادبی رنگ کی تخلیقات خال خال ہی ملتی ہیں۔ تاہم کہیں کہیں کچھ کچھ ادبی محاسن و معائب پر مبنی کلام بھی ملتا

---

[2]شاہ عبدالعزیز دہلوی ، اعجاز نافعہ، ص14

ہے جس کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔ پہلے ادبی محاسن کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد معائب پر روشنی ڈالی جائے گی۔

تشبیہات:

نعتیہ سیرت میں کہیں کہیں تشبیہات بھی پائی جاتی ہیں، اوصاف رسول ﷺ کے بیان میں تشبیہات کا استعمال جائز ہے یا ناجائز، یہ ایک فنی بحث ہے مگر وسیع تر ذخیرہ منظوم سیرت میں سیرت نگاروں نے محدودے چند تشبیہات استعمال کی ہیں۔ شعرا نے آپ ﷺ پسینے ، سراپے اور نبوت کو تشبیہات کے ساتھ بیان فرمایا ہے، آپ ﷺ کے پسینے کو مشک و عنبر، مکھڑے کو چاند اور نبوت کو خورشید سے تشبیہ دی ہے۔ قیصر الجعفری اور محشر رسول نگری کے کلام سے ان تشبیہات کے نمونے پیش خدمت ہیں:

مشک و عنبر سا مہکتا تھا پسینہ ان کا
دیکھ کر چاند سا منہ ،چاند کو حیرانی تھی

7

سب نسبتوں سے پاک ہے ، نسبت حضور کی
خورشید کی طرح ہے نبوت حضور کی [8]

اسی طرح آغوش حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

خوشی ہے اس گھڑی سب عرصہ حاکب
ہوا جوں تختہ گل بس طربناک [9]

استعارات:

شعرا نے اپنے نعتیہ سیرتی کلام میں استعارات کا محدودے چند استعارات کو بھی برتا ہے۔ شعرا کرام نے ترازوئے عدل، مہر توحید کی ضو، اوج شرف کا مہ نو، شمع ایجاد کی لو، بزم رسالت کا کنول، نور ہدی کی شمع، تنویر سحاب، پنجہ شیر ژیان صدق جیسے نادر استعارات کا استعمال کیا ہے۔ سید شیر محمد ترمذی اور محسن کاکوروی کے نمونہ کلام سے استعارات طبعِ خاطر ہوں۔

صدق مقال پر رہی شاہد زبان صدق
بازو تھے یا ترازوئے عدل جہان صدق [10]
مہر توحید کی ضو، اوج شرف کا مہ نو
شمع ایجاد کی لو،بزم رسالت کا کنول [11]
نور ہدی کی شمع ،وہ تنویر سحاب
پنجہ تھا ان کا پنجہ شیر ژیان صدق [12]

سہل نگاری:

نعتیہ سیرت نگاروں نے جہاں مشکل تراکیب کا استعمال کیا ہے وہاں سہل نگاری کے نمونے بھی چھوڑے ہیں۔ جن سے قاری نثر کی طرح بالکل آسانی سے فہم حاصل کر سکتا ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

انس آئے مدینہ، دین پہنچا ان سے بوذر تک
ابوذر نے یہ چاہا کہ وہ پہنچیں آپ کے در تک
کہا بھائی سے جاؤ تم، خبر کچھ آپ کی لاؤ
رسول اللہ کے فرمودات مجھ کو آ کے سمجھاؤ [13]
نبی نے پڑھی عصر کی پھر نماز
کیا پھر نصیحت کے دفتر کو باز
کہ اے دوستو، تم کرو نیک کام
کہ ہو جس سے آخر سرانجام نیک [14]

علامہ احمد حسین امجد تاجدار کائنات کی مدینہ طیبہ آمد کا تذکار جمیل کس سلاست وروانی سے کر رہے ہیں۔

کوئی کہہ رہا ہے کہ آنکھوں میں آؤ
کوئی کہہ رہا ہے کہ دل میں سماؤ
کوئی کہہ رہا ہے کہ صورت دکھاؤ
کوئی کہہ رہا ہے اب آگے نہ جاؤ
میرے دل میں آجاؤ ایمان بن کر
اتر آؤ سینے میں قرآن بن کر [15]

القابات:

سیرت کے نثری ادب میں جس طرح کثرت کے ساتھ القابات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح منظوم سیرتی ادب میں بھی کثیر القابات ملتے ہیں۔ شعرائے کرام نے نبی کریم ﷺ کو شہِ بحر وبر، شاہِ دیں پناہ، شہنشاہِ کائنات، شہِ آسماں مقام، شہِ رف رف، شہِ لولاک، رشکِ ماہ کنعانی، محبوب یزدانی، صاحبِ ام الکتاب جیسے بلیغ القابات سے پکارا ہے۔ امیر احمد، شفیق عمادی اور مہر محمد خان کے کلام سے چند نمونے پیش خدمت ہیں:

نزدیک سواری شہ بحر و بر آئی
ایمائے دین سے پھر شاہ دیں پناہ [16]
لائے براق نزد شہنشاہ کائنات
اللہ رے عز و شان شہ آسماں مقام [17]
ہے شان حق عیاں شہ رف رف سوار ہیں

جناب حمزہ ہی کیا خود شہ لولاک پیدل تھے
زہے قسمت مدینے میں امام المرسلین آئے
زہے قسمت یہاں پر آئے رشکِ ماہِ کنعانی
زہے قسمت یہاں پر آگئے محبوبِ یزدانی [18]
یہ تھا سلوک سیدِ رحمتِ عالم کا
اسوہ یہی تھا صاحبِ ام الکتاب کا [19]

مزید خوبصورت القابات ملاحظہ ہوں:

غمگسارِ بیکساں، شمعِ بزمِ انبیاء، مخبر صادق لقب، چشمہء صدق وصفا، مہبطِ وحیِ خدا، بزم خلوت کے مکین، جدِ شاہِ کربلا، قبلہء اربابِ دین، کاشفِ اسرارِ حق، دافعِ رنج والم، قاسم خلدِ جناں اور دستگیرِ بے نوا۔

مبارک کاشفِ اسرار حق تشریف لے آئے
مبارک مظہر انوار حق تشریف لے آئے [20]

اسی طرح صاحبِ مصباح المجالس کے استعمال کردہ القابات بھی پیش خدمت ہیں۔

شہنشاہِ زماں سلطانِ لولاک
چراغ بحر وبر خورشید افلاک [21]

سادگی وسلاست:

سیرت نگاروں نے منظوم سیرتی ادب میں سادگی وسلاست کو بھی اپنایا ہے، جن سے کلام نثر کی طرح آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ علیم ناصری نے بدر کے قیدیوں کے معاملے کو کس سلاست سے بیان کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:

جو اہل زر تھے ، ان سے تو فدیہ لیا گیا
ان قیدیوں کو ایسے رہا کردیا گیا
بعضوں سے کچھ لیا نہیں ، احساں کیا گیا
کارِ معلمی بھی کسی سے لیا گیا [22]

اسی طرح کا ایک اور کلام ملاحظہ ہو

اک وہ بھی مقدر ہوتا ہے اک ایسی بھی قسمت ہوتی ہے
بوجہل یوں ہی رہ جاتا ہے ابوذر کو ہدایت ہوتی ہے [23]
وہ رحمت دوعالم کی کہلانے کی کہلانے والا

وہ کثرت میں توحید سکھلانے والا
وہ نعلین سے عرش پہ جانے والا
وہ شمع ہدایت کے ساتھ آنے والا
عجب آن والا عجب شان والا
وہ رحمان والا وہ قرآن والا [24]

اب کچھ معائب کا ذکر کیا جاتا ہے:

اعتقادی و مسلکی رنگ:

بعض سیرت نگاروں کے ہاں مسلکی اور اعتقادی رنگ کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔ انھوں نے گویا فریق مخالف کو نیچا دکھانے کے لیے تلخ جملوں سے زخمی کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ مسئلہ حیات النبی کو بیان کرتے ہوئے انجم نیازی کا فریق مخالف سے انداز تخاطب ملاحظہ ہو:

پیغمبر کو وہ مردہ کہتے ہیں ظالم
جہالت کے غاروں میں رہتے ہیں ظالم
ڈریں گے نہ کب تک خدا کے غضب سے
رہیں گے ارے دور کب تک ادب سے

ایک اور مقام پر کہتے ہیں:

لہو چلتا رہتا ہے، ان کی رگوں میں
ہو مہکار پوشیدہ جیسے گلوں میں
نوافل ادا کرتے رہتے ہیں اکثر
وہ ذکر خدا کرتے رہتے ہیں اکثر
یہ موت ان پہ دوبارہ آتی نہیں
نگاہیں یہ ان سے ملاتی نہیں [25]

اسی تسلسل میں حفیظ تائب کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

رسمیں ہیں تمام جاہلانہ
قدریں ہیں پامال آقا [26]

تمام رسمیں جاہلانہ نہیں ہیں، ہاں کچھ کی بات کی جاسکتی ہے۔

شعرائے کرام نے سیرت طیبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ بعض مسلمانوں کی فکری واعتقادی کوتاہیوں اور مسلکی ناہمواریوں کو بھی

موضوع بنایا ہے اس سلسلے میں الطاف حسین حالی کا کلام ملاحظہ ہو:

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے ، نہ ایمان جائے [27]

مشکل پسندی:

سیرت نگاروں نے سادگی وسلاست کے بجائے مشکل پسندی کو اپنایا ہے۔ ان کے ہاں نامانوس تراکیب اور تکلف و تصنع پایا جاتا ہے۔ نعتیہ سیرتی ادب سے مژگانِ محبوب، کحیل وطویل مہدب مطہر، وہ اشفارِ احدب، قدرتی سرگینی جیسی تراکیب ملتی ہیں۔ ذیل میں ایک مشکل پسندی کا نمونہء کلام نشانِ خاطر ہو:

وہ مژگان محبوب کی دل ستانی
قطاریں وہ پلکوں کی دل دار و دل بر
شعاع کرم جس سے آتی تھی چھن کے
کحیل وطویل ومہدب مطہر،

اسی طرح

وہ اشفار احدب ہے، تعریف جن کی
حسین اور لانبی نو کیلی رسیلی
جو رہ جاتیں لوگوں کے دل میں اتر کر
عجب ان میں تھی قدرتی

نعتیہ سیرت نگاروں کی ان مشکل پسندیوں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا، کین ونقم، علی رغم، بنات نیل بنار، رقص شکم، تکادر کا تاج، اور اکام و قمیم ایسے مشکل الفاظ ہیں جن کا سمجھنا عام قاری کے بس کی بات نہیں، اور خواص کو بھی قدم قدم پر لغات کی ضرورت پڑتی ہے۔

جہاں میں عام ہیں باوصف ادعائے عام
نفاق ونخوت، ظلم وفساد وکین ونقم [29]
دکھائیں شب کو علی رغم حامیان حجاب
بنات نیل بنار وکرشمہ رقص شکم [30]
ہے نعل جس کے تکادر کا تاج ہفت اقلیم
سلام کرتے ہیں جسے جھک کر اکام وقمیم [31]

غیر مستند مواد:

شعرائے کرام نے اپنے کلام میں مستند مواد کے بجائے کہیں کہیں غیر مستند کلام کے نمونے بھی شامل کیے ہیں۔ جنہیں ایک افسانوی قصہ ہی کہا جاسکتا ہے، بشیر احمد سلیس اس حوالے سے ملاحظہ ہو:

محب تھا آپ کا اک جابر ابن سمرہ جوں
کیا رسول کی دعوت کا اس نے کچھ ساماں
بلایا آپ کے اصحاب خاص کو بھی وہاں
نبی کے نور سے معمور ہوگیا وہ مکاں
بہ روائے گوشت بھی ایک ذبح گوسفند کیا
سبھوں نے کھانا بھی کھایا پسند بھی کیا [32]

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے وقت اعجاز وکرامات کا ذکر ملاحظہ ہو:

نہ یہ شادی فقط تھی اس زمیں پر
زیادہ دھوم تھی چرخِ بریں پر
کھلے ہیں بھی اسی دم باب جنت
ہوا تیار سب اسباب جنت
ہوئیں آراستہ جنت کی سب حور
بجانے کو لگیں ساز طرب حور [33]

نبی کریم ﷺ کی معراج کا آغاز مسجد حرام سے رات کے وقت میں ہوا۔ شاعر رات کا نقشہ کن الفاظ میں کھینچتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

بھیگی ہوئی رات آبرو سے
داخل ہیں کعبے میں وضو سے
اوڑھے ہوئے لیلیٰ گل ا ندام

شبنم کی ردا بقصد احرام
گویا کہ نہا کے آئی فی الحال
جھک جھک کر نچوڑتی ہوئی بال [34]

شعریت کی کمی:

کہیں کہیں قافیہ وردیف کا بھی التزام نہیں کیا گیا شعر کے دونوں مصرعوں کا وزن نہ سہی کم از کم الفاظ کا تو توازن ہوتا مگر کلام ان سے عاری نظر آتا ہے، لالہ صحرائی کا غزوات رحمت للعالمین سے نمونہ کلام پیشِ خدمت ہے:

تھی ربیع اولیں کی پاک تاریخ نہم
دونوں عالم ہورہے تھے رحمت خالق میں گم
اب آئی غزوے میں قلعہ نزار کی باری
اسے بھی غازیوں نے جیب فتح میں ڈالا
یہود قلعہ سالم میں آکے پھر سمٹے
مجاہدین کے حملوں سے صرف یہ تھا بچا [35]

تعقید:

نعتیہ سیرتی ادب میں تعقید کے عناصر بھی پائے جاتے ہیں کہ جہاں شاعر کی مراد تک فہم کی رسائی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور یوں قاری الجھن کا شکار ہو کر مایوس ہو جاتا ہے بدر الدین کا "تحفۃ المومنین سیرت سید المرسلین" کا اس سلسلہ میں کلام ملاحظہ ہو:

ہوا آرام گہہ ولد ہدم کا دار ہادی کا
ملا آکر وہاں ہادی سے ہر دل دار ہادی کا [36]

آرام گہہ ولدِ ہدم جیسی تراکیب فہم کو لگام ڈالتی ہیں۔

اسی طرح کا ایک اور کلام پیش خدمت ہے:

ہوا قاف تا قاف اس سے پرنور
کیا ہے اس نے سب عالم کو معمور [37]
دکھایا ہے حق نے یہی ان کی جلالت
کیا ظاہر ہے سب ان کی کمالت [38]
سمندِ عزم کو مہیز کر کے دیکھ لو
نہیں ہے مانع کوشش حدیث جف قلم [39]
ہر دل نہ ساتھ تو ہر کام صعب متصعب
پراکرم ہوں ساتھ تو ہر بکھم ہو سگم [40]

قاف تا قاف، کمالت، سمندِ عزم، جف قلم، صعب متصعب، بکھم ہو سگم جیسے الفاظ کلام میں تعقید پیدا کر دیتے ہیں۔ اور قاری

اکتاہٹ محسوس کرنے لگتا ہے۔

تقدم و تاخر:

بعض شعرائے کرام کے ہاں تقدم و تاخر کا لحاظ نہیں رکھا گیا جن سے کلام کا فہم خاصا ہو جاتا ہے، ذیل کا شعر ملاحظہ ہو:

دو تین درہم ہیں ، عرض کیا حمیرا نے
جن کا ہدیہ کیا ہے ، ایک مبارک نے صحابہ سے [41]

اسی قبیل کا ایک اور کلام بھی پیش خدمت ہے:

عبید عشق کو برائے نام و ننگ نہیں
مروں تو غم نہیں زندہ رہوں لن اندم [42]

تقدم و تاخر کے باعث فہم تک رسائی دشوار ہو جاتی ہے۔

غیر ضروری مباحثِ لغت:

سیرت کے بیان میں صرف سیرتی ادب کو ہی جگہ دی جاتی تو بہتر ہوتا اس میں غیر ضروری مباحثِ لغت کو چھیڑنا غیر مناسب معلوم ہوتا ہے مزید یہ کہ اس کا فہم و ابلاغ بھی خاصا مشکل ہو جاتا ہے مگر بعض شعرا نے غیر ضروری مباحثِ لغت کا استعمال بھی ملتا ہے: جناب خورشید ناظر کا اس سلسلہ کا کلام پیش خدمت ہے:

اسم سے یہ (احمد) تفضیل کا صیغہ ، ساتھ ہے اسم فاعل بھی
یہ اسم مفعول کے معنی دینے میں ہے کامل بھی [43]

قافیے کا عدم التزام:

شعر کلام موزوں سے بنتا ہے جس کے قافیہ اور ردیف ایک ضروری لازمہ ہیں۔ نعتیہ سیرت میں اس کا پاس رکھنا ضروری ہوتا ہے جس سے کلام کی دلکشی اور حسن کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ لیکن منظوم سیرت نگاری میں کچھ ایسے بھی نمونے پائے جاتے ہیں جن میں عدم التزام قافیہ و ردیف ہے۔ مثلاً گہرا اعظمی کے یہ اشعار:

ہیں محمد رسول اللہ جو ہیں ان کے ساتھ
کافروں پر ہیں بڑے سخت وہ آپس میں مگر
رحم دل ہیں ، اے مخاطب ان کو تو دیکھے گا
کر رہے ہیں وہ رکوع ہوتے ہیں وہ سب سجدہ ریز [44]

اسی طرح کا ایک اور کلام عبد المجید چٹھہ کا بھی پیش خدمت ہے، ملاحظہ ہو:

اور فرمایا کسی کو نہ پتا چل جائے
پھر وہاں آپ کے گھر میں تھے ابو بکر آئے
کیسی تیاری ہے یہ کہا آج بیٹی سے
مجھ کو معلوم نہیں ، کہا بیٹی نے [45]

موصوف کے اس کلام سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا:

آپ کی مرضی سے مکے میں موجود رہے

بچوں کے ساتھ مدینے کی طرف آئے تھے
ساتھ عباس کے بو سفیان بن حارث تھے
اور عبد اللہ امیہ بھی تھے ساتھ ان کے [46]

نامانوس اجنبی تراکیب:

نعتیہ سیرت نگاروں کے کلام میں بیسیوں نامانوس اوراجنبی تراکیب بھی پائی جاتی ہیں، جن سے کلام کی روانی متاثر ہوتی ہے اور قاری کے فہم میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔اس سلسلہ میں عبدالعزیز خالد اور عرفان راشدی کا کلام پیش کیا جاتا ہے:

سلام ان پر جو ہیں کیف دوام زندگی
نظر جن کی سکون تشنہ کام زندگی
امیر کارواں ، میر مہام زندگی
مطاع آدم و انجم ، متاع لوح و قلم
محمد امی محبوب کبریا صلعم [47]

کون و مکان وہ تا بہ سرٰی پردہ حجاب
سب سے جدا ہے حسنِ طرحدار دیکھنا [48]

حفیظ تائب کا کا اسی قبیل کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

آپ ہیں خیر و برکت کی آب خنک
جود و رحمت کا ابر مطیر آپ ہیں [49]

انھی کا ایک اور شعر ہے:

شانہ حکمت شہ سلجھائے
کاکل زیست جو ژولیدہ ہو [50]

عبدالعزیز خالد نے نامانوس اجنبی تراکیب کے استعمال میں سب کو پیچھے چھوڑ دیا ہے، ملاحظہ ہو:

وہ جس کے خسرو گیتی پناہ حلقہ بگوش
ہیں کجکلاہ اولو ا العزم جس کے مستخدم [51]

عدم تاثر:

کلام منظوم کی ایک واضح خوبی یہ ہوتی ہے کہ اس سے تاثر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور سامع اور قاری پر ایک سحر ساطاری ہو جاتا ہے، لیکن نعتیہ سیرت میں کچھ ایسے بھی کلام کے نمونے پائے جاتے ہیں جن میں تاثر کے بجائے عدمِ تاثر پایا جاتا ہے۔ذیل کا کلام ملاحظہ ہو:

ہوا عالم پہ احساں کبریا کا
تولد جب ہوئے سرکار والا
مہینہ تھا ربیع اولیں کا
دو شنبہ دوسرا ، تاریخ بارہ [52]

عبدالعزیز خالد کا اس سلسلے کا کلام پیشِ خدمت ہے:

جو ابن اصل ہے وہ نس کپٹ ہے نس چھل ہے
جو ابن ناس ہے نسدن لڑانا ہے تگڑم
اسیر پنجہ ء طمت و بعال و بو الہوسی
سیاہ کار سیاہ نامہ سیاہ قلم [53]

اور ذکر معراج طبع خاطر ہو:

وہ مردم چشم دین و ایمان
کحل البصر وجوب و امکان
نزدیک خدا حضور پہنچے
اللہ اللہ دور پہنچے [54]

تمثیل نگاری:

ایسی روایات کی بھی کمی نہیں پائی جاتی جس کا سیرت سے دور کا بھی واسطہ ہو، یوں محسوس ہوتا ہے کہ بعض شعراء ادبی رنگ میں بھی کھو کر محض بھول بھلیوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ زیدی جعفر رضا کا یہ کلام طبعِ خاطر ہو:

افق سے رحمتوں کا ابر
غسل کر کے آبشار نور میں
مکین حق شناس کے مکاں کی سمت
باادب رواں ہو ا
عرب کی سرزمیں کا شجر شجر
گلاب لب
نوازشوں پہ رب کی بعد حمد رب
حبیب کبریا کا مدح خواں ہوا [55]

گویا شاعر تمثیلی دنیا میں کھو کر سیرت نگاری کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے۔

خلاصہ بحث

لفظ نعت مطلق وصف کے بیان کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر خصوصیت کے ساتھ حضور کی مدح و تعریف، شمائل و خصائل اور حیات رسولؐ کے کسی بھی پہلو کو نظم و نثر کی صورت میں بیان کرنے کو کہتے ہیں اور نعت کسی خاص صنف میں مقید و محدود نہیں ہے بلکہ اسے تمام اصنافِ ادب میں لکھا جاسکتا ہے۔ اور لفظِ سیرت کا اطلاق معروف معنٰی میں حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر ہی ہوتا ہے، البتہ استثنائی صورت میں غیر نبیؑ کے حالات زندگی کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

اردو میں منظوم کتب سیرت کی ابتداء سیرت طیبہ کے جزوی موضوعات سے ہوتی ہے جن میں نور نامے، مولود نامے، حلیہ مبارک، اخلاق و آداب، معراج، اور غزوات وغیرہ شامل ہیں۔ آزادی سے قبل شعراء کے ہاں مکمل سیرت کا منظوم رنگ خال خال ہی ملتا ہے۔ تاہم آزادی کے بعد جزوی موضوعات کے ساتھ ساتھ تمام سیرت کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہئیتی اعتبار سے نظم کی تقریباً تمام اصناف میں لکھا گیا ہے جن میں مثنوی، رباعی، مخمس، مسدس، غزل، آزاد نظم وغیرہ میں طبع آزمائی کی گئی ہے۔ نعتیہ سیرتی ادب میں شعرائے کرام نے جہاں خوبصورت تشبیہات و استعارات کے نمونے پیش کیے ہیں اور سادگی و سلاست اور القابات و حسن تراکیب جیسے محاسن سامنے لائے ہیں وہ لائقِ تحسین ہیں۔ لیکن ان کی مشکل پسندیوں، مسلکی رنگوں، نامانوس اجنبی ترکیبوں، غیر مستند مواد اور قافیے کے عدم التزام اور کلام کی عدیم الاثیری جیسے معائب سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔

سفارشات

تجاویز پیش خدمت ہیں:۔

- لفاظی کے بجائے عصری تقاضے کی درست ترجمانی اور عادلانہ روح پر توجہ دی جائے
- مسلکی واعتقادی رنگ سے گریز برتا جائے
- خوبصورت تشبیہات و استعارات، سادگی و سلاست اور مستند روایات پر مبنی کلام سامنے لایا جائے
- اجتماعی طور پر غالب استحصالی قوتوں کو سیرتی شعور کے ذریعے بے نقاب کیا جائے
- محض روایاتِ سیرت کو منظوم کرنے کے بجائے معاصر مسائل کو سیرتی تناظر کے ذریعے حل کرنے کی سعی کی جائے
- حکومت منظوم سیرتی ادب کو نصابی کتب کا حصہ بنائے تاکہ بحیثیت اجتماعی مطالعہ سیرت کی روایت کو فروغ ملے
- برقی اور مطبوعہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے نعتیہ سیرت کے مشاعروں کی تشہیر کی جائے نیز اس فن کے ماہرین کی بھی حوصلہ افزائی کی جائے
- نامانوس تراکیب، غیر مستند مواد اور تکلف و تصنع پر مبنی ادب سے اجتناب کیا جائے
- حکومت کو چاہیے کہ منظوم سیرت کے فروغ و اشاعت کے لیے ایک الگ ادارہ تشکیل دے جہاں اس فن کی کانٹ چھانٹ اور نقد کی جائے اور موضوع و کمزور مواد کی روک تھام کی جاسکے نیز فرقہ وارانہ مواد کے لیے انسدادی اقدامات کیے جاسکیں۔

حوالہ جات(References)

1 الإفريقي, ابن منظور محمد بن مكرم بن علي، أبو الفضل، جمال الدين الأنصاري الرويفعي لسان العرب، دار صادر- بيروت,ج2ص99

2 السيوطي، عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين الخصائص الكبرى, دار الكتب العلمية-بيروت ج1ص20

3 عزیزی، ڈاکٹر عبد النعیم، رضا گائڈ بک، رضا اکیڈمی برطانیہ، ص2

4 سورہ التکویر:3

5 سورہ طہٰ:۲۱

6 سورہ النحل:۳۶

[7] الجعفری، قیصر، چراغ حرا، ادارہ ادب اسلامی، دہلی، انڈیا1997ء ص39

[8] رسول نگری، محشر، فخر کونین، سجاد پبلی کیشنز، کوئٹہ 1981ء، ص368

[9] مہدی، قاضی قاسم غلام علی، مصباح المجالس، علی بھائی شرف علی اینڈ کمپنی، بمبئی انڈیا1844ء، ص182

[10] ترمذی، سید شبیر محمد،، شان مصطفیٰ، مکتبہ فریدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور ط1955ء، ص107

[11] کاکوروی، محسن، مدیح خیر المرسلین، دعوہ اکیڈمی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد2000ء، ص9

[12] ترمذی، سید شبیر محمد، شان مصطفی، ص111

[13] خورشید، ناظر، بلغ العلیٰ بکمالہ، نشریات لاہور، 2008ء ، ص181

[14] وفات نامہ رسول مقبول ﷺ، ص7

[15] امجد، احمد حسین، نذر امجد، حماد پریس حیدر آباد دکن، ص33

[16] عبد الغنی، محمد، مجموعہ، مجمع نظامی کان پور انڈیا، ط1869ء، ص30

[17] عماد پوری، شفیق، حدیقہ آخرت، مطبع مفید عام آگرہ1910ء، ص51

[18] ہمدم، مولانا عبد المصطفیٰ مہر محمد خاں، سیرت نامہ اسلام، مکتبہ ہمدم چھانگا مانگا منڈی لاہور، 1938ء، ج2ص214

[19] ناصری، علیم، بدر نامہ، دار الاندلس لاہور، 2006ء، ص209

[20] القادری، ماہر، ظہور قدسی، گنگا پورہ بنگلور، ص8

[21] قاضی، قاسم غلام علی مہدی، مصباح المجالس، علی بھائی شرف علی اینڈ کمپنی، بمبئی انڈیا1844ء، ص177

[22] ایضاً ص15

[23] القادری، ماہر، کلیاتِ ماہر، القمر انٹر پرائزز لاہور،، ط1994ء، ص72

[24] ایضاً ص29

[25] نیازی، انجم، حیات النبی کی خوشبوئیں، دار امین، لاہور2013ء، ص8،9

[26] تائب، حفیظ، صلو اعلیہ وآلہ، سیرت مشن پاکستان، لاہور، ط1978ء ص29

[27] حالی، الطاف حسین، مسدس حالی، خدا بخش لائبریری، پٹنہ، ط1995ء ص30

[28] ثاقب، سید مصلح الدین، تجلیات رحمت عالم، اشاعت اعظم گڑھ انڈیا، 1993ء ص176

[29] عبد العزیز، خالد، منحمنا، بک لینڈ کراچی 1966ء ص112

[30] ایضاً ص114

[31] ایضاً ص35

[32] مولوی، محمد بشیر احمد سلیس، معجزات سرور کائنات، مطبع یوسفی، دہلی 1897ء، ص21

[33] مہدی، قاضی غلام علی، مصباح المجالس، ص182

[34] محمد، حسن، چراغ کعبہ، طابع فیض، بمبئی 1883ء، ص36

[35] لالہ، صحرائی، غزوات رحمۃ للعالمین، ادارہ مطبوعات تکبیر کراچی، 1997ء، ص20

[36] ص علی ص، داعی اسلام، خالد کمال اشاعت گھر لہروی بازار ہٹوا، یوپی، انڈیا، 1985ء ص131

[37]، قاضی، غلام علی مہدی، مصباح المجالس، ص174

[38] ایضاً ص178

[39] خالد، عبد العزیز، منحمنا، بک لینڈ محمد بلڈنگ بندر روڈ کراچی، ص78

[40] ایضاً ص80

[41] بدر الدین، تحفۃ المومنین سیرت سید المرسلین، ص79

[42] خالد، عبد العزیز، منحمنا، ص108

[43] خورشید ناظر، حسنت جمیع خصالہ، ناشر اردو مجلس، بہاول پور، 2016ء، ص33

[44] گہر اعظمی، سرور کائنات، جہان حمد پبلی کیشنز، کراچی، 2005ء، ص302

[45] چٹھہ، عبد المجید، نور میں مستور سخن، دھنک مطبوعات، لاہور 2018ء، ص253

[46] ایضاً، ص158

[47] خالد، عبد العزیز، منحمنا، ص20

[48] راشدی، عرفان، چراغ مصطفوی سیکریٹری نشر و اشاعت مجلس علمائے اسلام، لاہور 1968ء ص71

[49] تائب، حفیظ، صلو اعلیہ وآلہ، سیرت مشن پاکستان، لاہور، ط1978ء ص69

[50] ایضاً، ص71

[51] خالد، عبد العزیز، منحمنا، ص34

[52] راجہ، رشید محمود، سیرتِ منظوم ایوان نعت لاہور، 1992ء، ص12

[53] خالد، عبد العزیز، منحمنا، ص64،65

[54] محمد، حسن، چراغ کعبہ، طابع فیض، بمبئی 1883ء، ص36

[55] زیدی، جعفر رضا، اثاثہ اسلام، ایجوکیشنگ پبلیشنگ ہاوس، دہلی، 2006ء ص33